ماہنامہ رضوان لکھنؤ

RIZWAN

MONTHLY

LUCKNOW India ۲۷ گوئن روڈ، لکھنؤ

357

Monthly

RIZWAN

R. No. 2416/57

L/W N

Monthly **RIZWAN**
LUCKNOW.

# مسلمانوں پر ایک نظر

# صورت و حقیقت

# آنکھوں کی سوئیاں

# مردِ خدا کا یقین

Only Cover Printed At Luna Printing Press, Lucknow.

MAY 1979

بیادگار امۃ اللہ تسنیم رح
ہمشیرہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

# ماہنامہ رضوان لکھنؤ

جلد (۲۳) جون ۱۹۷۹ء رجب المرجب ۱۳۹۹ھ نمبر (۶)

زیر ادارت

محمد ثانی حسنی — محمد حمزہ حسنی ندوی

معاونین

امامہ حسنی — میمونہ حسنی

فی پرچہ ——— ایک روپیہ
ممالک غیر بشمول پاکستان — بحری ڈاک — دس سعودی ریال یا اس کا متبادل
ممالک غیر بشمول پاکستان — ہوائی ڈاک — بیس سعودی ریال یا اس کا متبادل
سالانہ چندہ — دس روپے

ماہنامہ رضوان، ۳ گوئن روڈ لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱ انڈیا

# کیا اور کہاں


بسم اللہ الرحمن الرحیم ........... ۳ ........ محمد حمزہ حسنی

انسان کیوں پیدا کیا گیا ........ ۵ ........ علامہ سید سلیمان ندوی

حدیث کی روشنی میں ........ ۸ ........ امۃ اللہ تسنیم

لا الٰہ الا اللہ (نعت) ۱۰ اقبال

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ........ ۱۱ ........ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی

ترے ظہور سے کونین کو نجات ملی (نعت) ۱۵ ........ روش صدیقی

زندگی ایک راہ گزر ........ ۱۶ ........ نعمت عثمانی

پاک کمائی ........ ۱۹ ........ مولانا محمد منظور نعمانی

حاصل مطالعہ ........ ۲۲ ........ قاضی اطہر مبارکپوری

میں اسلام لائی ........ ۲۸ ........ ادارہ

نعت ........ ۳۴ ........ عابد نظامی

خصوصی اداریہ ........ ۳۵ ........ محمد ثانی حسنی


بسم اللہ الرحمن الرحیم

★ ——————— محمد حمزہ حسنی

تعلیم کے میدان میں اس وقت مسلمان پیچھے ہو گئے ہیں اس کا سب سے سبب والدین اور سرپرستوں کا اپنی ذمہ داریوں سے کوتاہی کرنا ہے بچہ جب سن شعور کو پہونچتا ہے اور اس مرحلہ میں اگر اس کی صحیح تربیت نہیں کی جاتی تو اس کا ذہنی سفر غلط راستہ پر شروع ہو جاتا ہے اور وہ ان معاملات کی طرف متوجہ ہوتا جاتا ہے جو اس کے لئے پسندیدہ اور دلچسپی رکھتے ہیں جیسے کھیل کود تفریح بے مقصد ادھر ادھر گھومنا۔

یہی وہ زمانہ ہوتا ہے کہ اگر اس کو صحیح اور مفید کاموں میں لگا یا جائے اور اس کی ذہنیت تربیت اسلامی خطوط پر کی جائے تو اس کا وجود معاشرے کے لئے مفید ہو جاتا ہے اور اگر اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کی تربیت نہ کی جائے تو ایک خودرو درخت بن کر معاشرہ اور ماحول پر وہ ایک بوجھ بن جاتا ہے۔

آج مسلمان نوجوان اور نئی نسل تعلیم کے شعبہ میں جو کوتاہ نظری نظر آ رہی ہے بے مقصد وقت ضائع کرنے والوں کی اور آوارہ نوجوانوں کی اکثریت مسلمان دکھائی دیتی ہے نہ کبھی ہم نے سوچا کہ اس کا سبب کیا ہے مسلمان جو دنیا میں انسانوں کی اصلاح کے لیے آئے تھے ان کا اپنا حال کیا ہے کیا یہ وہی قوم ہے جس کے ہاتھوں میں دنیا کی باگ ڈور دی گئی تھی۔ کیا یہ ان اسلاف کے جانشین ہیں جنھوں نے دنیا کو علم سکھایا جنھوں نے دنیا کو جہالت کی تاریکیوں

سے نکال آفتاب علم کی روشنی سے منور کیا۔

یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ جب پہلی اینٹ غلط رکھی جائے گی تو پوری عمارت غلط تعمیر ہوگی۔ اگر کسی پودے کو لگا کر اس کی نگہبانی اس کی آرائش خراش نہ کی جائے گی تو وہ پودا ایسا درخت بنے گا جو اپنے لگانے والے کے لئے غیر مفید اور غیر منافع بخش ثابت ہوگا۔ اسی طرح اگر والدین اور سرپرست اپنے بچوں کی صحیح تربیت اور دیکھ ریکھ نہیں کریں گے تو وہ معاشرہ پر بوجھ بنے ہوئے افراد کی فہرست میں تو نہایت آسانی سے اضافہ کرسکیں گے لیکن ایسا معاشرہ بنانے میں کامیابی نہ حاصل کرسکیں گے جو اپنی قوم اپنے معاشرہ اور اپنے ملک اپنے مذہب کا خدمت گار ہو جس کی ہر سانس قیمتی ہو، جس کی ضرورت قوم کو ہو، جو زمین پر اللہ کا سچا اور فرمانبردار خلیفہ بن کر رہے جو دنیا میں بھی سرفراز ہو اور آخرت میں بھی سرخرو ہو۔

## مرد خدا کا انتقال

اللہ تعالیٰ کے ایک مخلص بندے احمد آباد کے رہنے والے محمد عمر روشنائی والے نیک زندگی گزار کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ محمد عمر صاحب مرحوم اپنی نیکی اور خدا ترسی، ہمدردی اور دوسروں کی مدد میں اپنی مثال آپ تھے۔ ماہنامہ رضوان سے خصوصی تعلق رکھتے تھے اور بغیر کسی معاوضہ کے ہر سال احمد آباد کے خریداروں کا سالانہ چندہ گھر گھر جاکر وصول کرتے اور اکٹھا کرکے ادارے کو ارسال فرما دیتے اور برسوں سے یہ کام بحسن و خوبی انجام دیتے رہے انکا احسان ادارہ رضوان پر ہمیشہ قائم رہے گا ہم اس کا کیا بدلہ دے سکتے ہیں سوائے اس کے کہ اللہ غفور الرحیم سے دست بدعا ہیں کہ ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور ان کی خطاؤں سے درگزر فرماکر اور انکو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، قارئین رضوان سے درخواست ہے کہ اپنی خصوصی دعاؤں سے مرحوم محمد عمر روشنائی والوں کو یاد رکھیں اور ایصال ثواب فرمائیں یہ ان کا ادارہ رضوان پر احسان ہوگا۔ مرحوم کے پسماندگان میں ایک بیوہ اور دو بیٹیاں ہیں۔

---

قرآن آپ سے مخاطب ہے

# انسان کیوں پیدا کیا گیا؟

علامہ سید سلیمان ندوی

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ (ذریت ۲)

"اور میں نے انسانوں اور جنوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔"

اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

اس آیت پاک میں عبادت کا وہ تنگ مفہوم نہیں ہے جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے بلکہ وہ تمام نیک اعمال اور اچھے کاموں تک وسیع ہے جن کے کرنے کا مقصد خدا کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار، اس کی اطاعت اور اس کی خوشنودی کی طلب ہو۔ اس آیت کے اندر انسان کی پوری زندگی کے کام داخل ہیں۔ جن کے بحسن و خوبی انجام دینے کے لئے اس کی خلقت ہوئی ہے یہ وہ عبادت کا وہ راز ہے جو صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے دنیا کو معلوم ہوا ہے۔

عام طور سے مشہور ہے کہ شریعت میں چار عبادتیں فرض ہیں یعنی نماز، روزہ زکوٰۃ اور حج۔ اس سے یہ شبہ نہ ہو کہ ان فرائض کی تخصیص سے عبادت نے وسیع مفہوم کو محدود کر دیا ہے درحقیقت یہ چاروں فریضے عبادت کے سیکڑوں معنی

اور ان کے جزئیات کے بے پایاں دفتر کو چار مختلف بابوں میں تقسیم کر دیئے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک فریضۂ عبادت اپنے افراد اور جزئیات پر مشتمل اور ان سب کے بیان کا مختصر عنوان باب ہے جس طرح کسی وسیع مضمون کو کسی ایک مختصر یا فقرد ل میں ادا کر کے اس وسیع مضمون کے سرے پر لکھ دیتے ہیں۔ اسی طرح یہ چاروں فرائض درحقیقت انسان کے تمام نیک اعمال اور اچھے کاموں کو چار مختلف عنوانوں میں الگ الگ تقسیم کر دیتے ہیں۔ اس لئے ان چار فرضوں کو بجا طور سے انسان کے اچھے اعمال اور کاموں کے چار اصول ہم کہہ سکتے ہیں۔

(۱) بندوں کے وہ تمام اچھے کام اور نیک اعمال جن کا تعلق تنہا خالق اور مخلوق سے ہے ایک مستقل باب ہے۔

(۲) وہ تمام نیک اور اچھے کام جو ہر انسان دوسرے کے فائدہ اور آرام کے لئے کرتا ہے صدقہ اور زکوٰۃ ہے۔

(۳) خدا کی راہ میں ہر قسم کی جسمانی اور روحانی قربانی کرنا کسی اچھے مقصد کے حصول کے لئے تکلیف اور مشقت جھیلنا اور نفس کو اس تن پروری اور مادی خواہشوں کی نجات اور آلودگی سے پاک رکھنا اور جو کسی اعلیٰ مقصد کی راہ میں حائل ہوتی ہیں، روزہ ہے یا یوں کہو کہ ایثار و قربانی کے تمام جزئیات کا سرخی روزہ ہے۔

(۴) دنیائے اسلام میں ملتِ ابراہیمی کی برادری اور اخوت کی مجسم تشکیل و تنظیم، مرکزی رشتۂ اتحاد کا قیام اور اس مرکزی آبادی اور کسب روزی کے لئے ذاتی کوشش اور محنت کے باب کا سرعنوان حج ہے۔

غور کر کے دیکھئے انسان کے تمام نیک اعمال اور اچھے کام انھیں اصولوں چہارگانہ کے تحت میں داخل ہیں اسی لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے (۱) توحید و رسالت کا اقرار (۲) نماز پڑھنا (۳) روزہ رکھنا (۴) زکوٰۃ دینا اور (۵) حج کرنا۔ پہلی چیز میں عقائد کا تمام دفتر سمٹ جاتا ہے اور بقیہ چار چیزیں ایک مسلمان کے لئے تمام نیک اعمال اور اچھے کاموں کو محیط ہیں۔ انہی ستونوں پر اسلام کی وسیع اور عظیم الشان عمارت قائم ہے۔

اس تقریر کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ یہ چار عبادتیں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج اصل مطلوب بالذات نہیں ہیں بلکہ یہ چاروں عبادتیں اپنے تمام جزئیات باب اور محتویات کے ساتھ فرض ہیں۔

جو شخص ان چاروں فرائض کو جو عنوان باب ہیں ادا کرتا ہے اور اس باب کے نیچے کے مندرجہ جزئیات سے پہلو تہی کرتا ہے۔ اس کی عبادت ناقص اور اس کی اطاعت نامکمل ہے اور اس کے لئے دین و دنیا کی وہ فلاح و کامیابی جس کا خدائے تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے مشکوک ہے یہیں سے یہ شبہ زائل ہوتا ہے کہ ہماری نمازیں ہم کو برائیوں سے کیوں باز نہیں رکھتیں ہمارے روزے ہم کو تقویٰ کی دولت سے کیوں نہیں بخشتے۔ ہماری زکوٰۃ ہمارے دلوں کو پاک صاف کیوں نہیں کرتی۔ ہمارا حج ہمارے گناہوں کی مغفرت کا باعث کیوں نہیں بنتا۔ اور قرنِ اول کی طرح ہماری نمازیں ملکوں کو فتح اور ہماری زکوٰتیں ہمارے قومی افلاس کو دور کیوں نہیں کرتیں اور ہمارے سامنے دین و دنیا کے موجودہ برکات کا انبار کیوں نہیں لگ جاتا لیکن خدا کا یہ وعدہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ مشروط ہے۔

---

گذارش:- خط لکھتے وقت خریداری نمبر اور پتہ ضرور تحریر فرمایا کریں ورنہ جواب دینے سے ہم معذور رہیں گے۔

# حدیث کی روشنی میں

(امۃ اللہ تسنیم)

## حق پر صبر و استقامت کی مثال :-

حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلی قوم میں ایک جادوگر تھا، جب وہ بوڑھا ہوا تو بادشاہ سے کہلا بھیجا میں بوڑھا ہو گیا ہوں ایک لڑکے کو بھیجدیجئے تاکہ میں جادو سکھا دوں، بادشاہ نے ایک لڑکے کو اس کے پاس بھیجدیا، وہ ہر روز ساحر کے پاس جانے لگا راستہ میں ایک راہب کا مکان پڑتا تھا لڑکا اس کے پاس آنے جانے لگا، کچھ دیر اس کے پاس بیٹھتا اور اس کی باتیں سنتا اس کا معمول ہو گیا تھا۔ ایک دن ساحر نے تاخیر پر اس کو مارا، اس نے راہب سے شکایت کی، راہب بولا جب تجھے ساحر سے ڈر ہو تو کہدے مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا، اور جب گھر والوں سے ڈرنا تو کہنا مجھے ساحر نے ٹھہرا لیا تھا، اس نے یہی کیا اور وہ برابر اسی حالت سے آتا جاتا رہا۔ ایک دن ایک بڑا جانور راستہ میں آگیا جس سے لوگوں کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ لڑکے نے کہا آج کے دن میں جانوں گا کہ ساحر افضل ہے یا راہب؟ اور ایک پتھر اٹھا کر کہنے لگا اے اللہ اگر راہب کا کام ساحر کے کام سے اچھا ہے تو اس کو قتل کر تاکہ لوگ امن کے ساتھ گزر جائیں۔ یہ کہہ کر پتھر پھینکا اور اس کو قتل کر دیا۔ راستہ صاف ہوا تو لوگ امن کے ساتھ گزر گئے۔ یہ راہب کے پاس آیا اور اس کو اس قصے کی خبر دی۔ راہب بول اٹھا میرے بیٹے تو مجھ سے بھی افضل ہے۔ تیرا معاملہ اب حد کو پہونچ گیا میرا خیال ہے کہ عنقریب تو آزمایا جائے گا بس اگر تو آزمائش میں مبتلا کیا جائے تو میرا پتہ نہ بتا دینا۔

خدا نے اس لڑکے کے ہاتھ میں ایسی شفا دی تھی کہ وہ مادر زاد اندھے کا کوڑھی کا اور تمام امراض کا علاج کرتا تھا اور لوگ شفا پاتے تھے، رفتہ رفتہ یہ خبر مشہور ہو گئی اس کو بادشاہ کے ایک ہمنشین نے بھی سنا، جو نابینا تھا وہ بہت سے تحائف لے کر اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اگر تو میری آنکھیں اچھی کر دے تو یہ سب کچھ تیرے لئے ہے لڑکے نے کہا میں کسی کو شفا نہیں دیتا، شفا دینے والا اللہ ہے اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے تو میں اللہ تعالیٰ سے تیرے لئے شفا کی دعاء کرونگا، وہ ایمان لے آیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بصارت پلٹا دی، وہ بادشاہ کے پاس آیا اور حسب معمول بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے کہا تیری آنکھ کس نے اچھی کی۔ کہا میرے پروردگار نے۔ بادشاہ نے کہا میرے سوا بھی تیرا کوئی خدا ہے، وہ بولا میرا اور تیرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔ بادشاہ نے اسے سخت عذاب میں مبتلا کیا۔ یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا پتہ دیا۔ بادشاہ نے لڑکے کو بلا بھیجا اور کہا تیرا سحر اس حد کو پہونچ گیا کہ تو مادر زاد اندھوں کو اور معذور کو اچھا کر دیتا ہے۔ کہا میں کسی کو اچھا نہیں کر سکتا، شفا دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔ بادشاہ نے اس پر سختی کی۔ اس نے راہب کا پتہ دیا۔ بادشاہ نے راہب کو بلایا اور کہا اپنے دین سے پلٹ۔ راہب نے انکار کیا۔ بادشاہ نے آرہ منگوایا اور اس کو راہب کی سر کی مانگ میں رکھ کر سر کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

(باقی)

# لا الٰہ الا اللہ

اقبالؔ

خودی کا سرِّ نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الٰہ الا اللہ
یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں لا الٰہ الا اللہ
یہ مال و دولتِ دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لا الٰہ الا اللہ
یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الا اللہ

# نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

عدیم المثال شجاعت اور بہادری کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید رحم دل تھے آپ کی آنکھیں بہت جلد نم اور اشکبار ہو جاتیں اکمزور لوگوں اور بے زبان جانوروں کے ساتھ آپ نرمی کا حکم فرماتے تھے۔ شداد بن اوس رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے اور نرم برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے قتل بھی کرو تو اچھی طرح کرو۔ ذبح کرو تو تم میں سے جو ذبح کرنا چاہے وہ اپنی چھری پہلے تیز کرلے اور اپنے ذبیحہ کو آرام دے۔

ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک بکری زمین پر ذبح کرنے کے لئے لٹائی اس کے بعد چھری تیز کرنا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ کیا تم اس کو دو بار مارنا چاہتے ہو اس کو لٹانے سے پہلے تم نے چھری تیز کیوں نہ کرلی۔

آپ نے صحابہ کرامؓ کو جانوروں کو چارہ دینے پانی دینے اور ان کو پریشان کرنے اور ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادنے کی ممانعت فرمائی اور جانوروں کا

تکلیف دور کرنے اور ان کو آرام پہنچانے کے باعث اجر و ثواب اور تقرب الٰہی اللہ کا ذریعہ قرار دیا اور اس کے فضائل بیان فرمائے۔ حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ ایک شخص کہیں سفر پر جا رہا تھا راستے میں اس کو سخت پیاس لگی سامنے ایک کنواں نظر پڑا وہ اس میں اتر گیا جب باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی شدت سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے اس نے اپنے دل میں کہا کہ پیاس سے جو میرا حال ہو رہا تھا یہی اس کا بھی ہے وہ پھر کنویں میں اترا اور اپنے چمڑے کے موزے پانی سے بھر لیے پھر اپنے دانتوں سے ان کو دبایا اور اوپر آکر کتے کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرمایا اور اس کی مغفرت فرما دی، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بہائم اور جانوروں کے معاملہ میں بھی اجر ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہر اس مخلوق میں جو تر و تازہ جگر رکھتی ہے اجر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ ایک عورت کو صرف اس بات پر عذاب دیا گیا کہ اس نے اپنی بلی کو کھانا پانی نہیں دیا اور نہ اس کو چھوڑا کہ حشرات الارض ہی سے اپنا پیٹ بھرے۔

سہیل بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسے اونٹ پر ہوا جس کی پیٹھ لاغری کی وجہ سے اس کے پیٹ سے لگ گئی اور آپؐ نے فرمایا ان بے زبان جانوروں کے معاملہ میں اللہ سے خوف کرو ان پر سواری کرو تو اچھی طرح ان کو کھاؤ تو اس حالت میں کہ وہ اچھی حالت میں ہوں۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے احاطہ میں داخل ہوئے اس میں ایک اونٹ تھا اس نے جب رسول اللہ کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب تشریف لائے اور اس کے کوہان اور کنپٹیوں پر

---

اپنا دست مبارک پھیرا اس سے اس کو سکون ہو گیا پھر آپؐ نے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان آیا اس نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا ہے آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم اس جانور کے معاملہ میں جس کا مالک تم کو اللہ نے بنایا اللہ سے نہیں ڈرتے وہ مجھ سے شکایت کر رہا تھا کہ تم اسے تکلیف دیتے ہو اور ہر وقت کام میں لگائے رکھتے ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کسی سرسبز جگہ پر جاؤ تو اونٹوں کو زمین پر ان کے حق سے محروم نہ کرو اگر خشک زمین میں جاؤ تو وہاں تیز چلو رات کو پڑاؤ ڈالنا ہو تو راستہ پر مت ڈالو اس لئے کہ وہاں جانوروں کی آمد و رفت رہتی ہے اور کیڑے مکوڑے وہاں پناہ لیتے ہیں۔

حضرت ابن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ ایک ضرورت سے وہاں سے تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے گئے، اس درمیان ہم نے ایک چھوٹی چڑیا دیکھی اس کے ساتھ دو بچے تھے ہم نے دونوں بچے لے لئے وہ یہ دیکھ کر اپنے پروں کو پھڑپھڑانے لگی آپؐ تشریف لائے اور پوچھا کس نے اس کے بچے چھین کر اس کو تکلیف پہنچائی ہے۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ اس کو بچے واپس کرو۔ پھر وہاں ہم نے چیونٹیوں کی ایک آبادی دیکھی اور اس کو جلا دیا۔ آپؐ نے فرمایا اس کو کس نے جلایا ہے ہم نے عرض کیا ہم لوگوں نے آپ نے فرمایا آگ سے عذاب دینے کا حق صرف آگ کے رب کو ہے۔

خادم نوکر اور مزدور کے ساتھ جو اور انسانوں کی طرح انسان ہیں جن کا اپنے مالک اور آقا پر احسان ہے۔ آپؐ نے حسن سلوک کی جو تعلیم دی ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تم

کھاتے ہو وہی ان کو کھلاؤ جو تم پہنتے ہو وہی ان کو پہناؤ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عذاب میں مبتلا نہ کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمھارے ماتحت کیا ہے تمھارے بھائی تمھارے خادم تمہارے مددگار ہیں۔ جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو اس کو چاہیے کہ جو خود کھاتا ہو وہی اسے کھلائے جو خود پہنتا ہو وہی اس کو پہنائے اس کے سپرد ایسا کام نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو اگر ایسا کرنا ہی پڑے تو ان کا ہاتھ بٹاؤ۔

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا کہ میں اپنے نوکر کو ایک دن میں کتنی مرتبہ معاف کروں آپؐ نے فرمایا ستر مرتبہ۔ وہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔

# ترے ظہور سے کونین کو نجات ملی

روش صدیقی

بشر کو تجھ سے تجلّی حسنِ ذات ملی
ترے ظہور سے کونین کو نجات ملی
حیات کو ترے قدموں میں کائنات ملی

گماں کو خواب پریشاں بنا دیا تو نے
یقیں کو دل کا نگہباں بنا دیا تو نے
خدا کے دین کو آساں بنا دیا تو نے

حیات خاک نشیں کو لباس نور دیا
دلوں کو نور دیا روح کو سرور دیا
جسے سرور دیا ظرف بھی ضرور دیا

عجم کے دہر پرستوں کو دیں پناہ کیا
عرب کے دشت نوردوں کو خضر راہ کیا
دلوں کو محرم اسرار لا الٰہ کیا

بنام پاک تو ہر لمحہ بے شمار سلام
بہر شمار نفس صد ہزار بار سلام

# زندگی — ایک راہگذر

نعمت عثمانی

ہم دیکھتے ہیں کہ آدمی پیدا ہوا، رفتہ رفتہ بڑھا، جوان، بوڑھا ہوا، بیمار ہوا اور کسی حادثہ یا مرض میں موت نے اسے آ دبایا۔ جوانی اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ، پھر دن گزرتے گئے، جسم کمزور ہوتا گیا، حافظہ رخصت، کام کرنے میں جلد تھکاوٹ، غرض زندگی کی تازگی ختم ہو جاتی ہے آخر زندگی ہی ختم ہو جاتی ہے۔

مسافر سفر میں ہو منزل دور ہو یا نزدیک، جہاں جاتا ہے وہاں پہونچکر اس کا سفر ختم ہوا، یہ سفر کا دور تھا۔ اس سفر کا لطف جتنے عرصہ تک ہو، مگر یہ سفر ہے کوئی بیوقوف ہوگا جو سفر کو حضر سمجھے، کوئی مسافر اگر ٹرین کے کمپارٹمنٹ کو اپنا گھر سمجھنے لگے کیسی عجیب سی بات ہوگی۔

حکومت اپنا انتظام کرتی ہے، ٹرین ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتی ہے یہ سواری ہے قیامگاہ اور گھر نہیں ہے۔ اسی طرح باری تعالیٰ کی حکومت نے انسانی بدن کو اس کی روح کے لئے سواری بنایا، یہ دنیا ایک مسافر خانہ ہے۔ مسافر خانہ کو اپنی ملکیت اور گھر سمجھنا، شاہی انتظام میں خلل ڈالنا ہے۔ مسافر خانہ سے نکل کر اپنی منزل کی طرف بڑھنا اور راستہ میں نہ بھٹکنا ہے۔

یہ تو دنیاوی معاملات ہیں، نبیوں، پیغمبروں نے بتایا ہے کہ ایک ایسی بھی دنیا ہے جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے اور اس کا ایک حاکم و مالک بھی ہے وہی حاکم اس دنیا اور اس کے بعد والی دنیا دونوں پر اپنی حکومت چلاتا ہے، وہ دلوں کے ارادے اور دماغوں کے خیالات سے بھی واقف رہتا ہے۔ انسان کو ہمیشہ یہیں رہنا نہیں ہے کبھی نہ کبھی اسے دوسری دنیا میں جانا ہی پڑے گا۔ سفر کا خرچ راہ سفر کا ضروری سامان جسے توشۂ آخرت کہئے ساتھ لے کر چلنا ہے اس سفر کے لئے زادراہ کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ مسافر غریب ہو یا مالدار ہو توشۂ آخرت ساتھ ہو یا نہ ہو اسے سفر کے لئے روانہ ہونا ہی پڑے گا۔

آسمانی کتابوں اور نبیوں کی پیشن گوئی سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح آج، اور کل، کرکے ہر جاندار کو موت آتی ہے، اسی طرح جاندار و بے جان ہر چیز کو مٹا دیا جائے گا۔ مٹنا اور فنا ہونا ہر ایک کے لئے ہے لیکن موت کے بعد کیا ہوگا ہم ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے اس دنیا کی عارضی زندگی کو "حیات مستعار" کہتے ہیں یہ انسان اور سارے جاندار یہ زمین و آسمان یہ کل کائنات جسے ہم دیکھتے یا محسوس کرتے ہیں، سب کی زندگی اور سب کا وجود عارضی ہے۔

اسلام بتاتا ہے کہ زندگی کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ بہت مختصر ہے یعنی "حیات مستعار" دوسرا حصہ بہت طویل ہے۔ پہلے حصہ کی زندگی میں آدمی اپنے فکر و خیال اور عقیدہ و مذہب کے مطابق جو محنت کرتا ہے وہ بعد کی زندگی میں اس کے عمل کا نتیجہ بن کر سامنے آئے گی۔

انسانی زندگی کا پہلا حصہ جو اس دنیا کی زندگی ہے یہ جتنا بھی بڑا ہو اسے مختصر ہی کہا جائے گا کیوں کہ زندگی کا دوسرا حصہ جو ظاہری آنکھوں سے دیکھنے میں نہیں آتا ہے بہت طویل اور لامحدود ہے۔

عیش و آرام کی زندگی کس کو پسند نہیں، عقل کا تقاضا ہے کہ انسان کو اس دنیوی زندگی ہی میں اخروی زندگی کو خوشگوار بنانے کی فکر کرنی چاہیے اور اس دار فانی میں ہی دار باقی کے عیش و آرام کا سامان مہیا کرنا چاہیے۔ پہلی زندگی میں عمل ہے اور دوسری زندگی میں اس کا نتیجہ گویا حیات مستعار، دوسری زندگی کی ایک کشت زار ہے جیسا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الدنیا مزرعۃ الاخرۃ (دنیا آخرت کی کھیتی ہے)

مذہب کی بنیاد ہر چیز کو اس ظاہری آنکھ سے دیکھ لینے پر نہیں ہے۔ بلکہ ایک ان دیکھی دنیا کے مان لینے پر ہے۔ عقیدہ و عمل کا صحیح ہونا آخر کار ہمیشہ کے آرام اور عزت کا سبب ہوتا ہے۔ اگر آدمی ہر گمراہی سے بچکر نجات کی راہ چلا، تب تو اس دنیا کے عمل اس کے کام آئیں گے ورنہ دوسری دنیا میں اسے ناکامی و نامرادی کے علاوہ کچھ نہ مل سکے گا۔

انسان کا ایک تعلق اس دنیا سے ہے اور ایک تعلق غیبی "دنیا سے ہے غیبی دنیا میں آنکھ موت کے بعد کھلتی ہے انسان جس طرح اپنا جسم کھانا پینا، بستر پوشاک، معاش و جائداد، حیثیت و تعلقات درست کرتا ہے۔ اسی طرح اسے موت کے بعد آنے والی زندگی کو سنوارنے اور درست کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔

آدمی اگر مر جائے خواہ قبر میں رکھا جائے یا دریا میں غرق کر دیا جائے۔ یا ہوا و طوفان میں اڑ کر ملیا میٹ ہو جائے اس کو دوبارہ واپس بلا لیا جائے گا اور اس کے عقیدہ و عمل کا حساب کتاب لیا جائے گا۔ عقیدہ و یقین کی غلطیاں دوسری دنیا میں پریشانیوں مصیبتوں اور رسوائیوں کا سبب ہوں گی لیکن افسوس انسان اس اہم مسئلہ سے غافل ہے۔

تمام سعی مرتکز نظر سوئے دنیا کہاں جا رہا ہے کہاں دیکھتا ہے

# پاک کمائی

مولانا منظور نعمانی

اسلام میں جس طرح کمائی کے ناجائز طریقوں کو حرام سے حاصل ہونے والی آمدنی کو خبیث اور ناپاک قرار دیا گیا ہے، اسی طرح حلال طریقوں سے روزی حاصل کرنے اور جائز طریقوں سے کاروبار کرنے کی بڑی فضیلت بتائی گئی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حلال کمائی کی تلاش بھی دین کے مقررہ فرائض کے بعد ایک فریضہ ہی ہے"

ایک دوسری حدیث میں اپنی محنت سے روزی کمانے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ۔

کسی نے اپنی روزی اس سے بہتر طریقہ سے نہیں حاصل کی کہ خود اپنے دست و بازو سے اس کے لئے اس نے کام کیا ہو اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا طریقہ یہی تھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے کچھ کام کر کے اپنی روزی حاصل کرتے تھے"

ایک اور حدیث میں ہے۔

سچائی اور ایمانداری سے کاروبار کرنے والا تاجر (قیامت میں) نبیوں صدیقیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

معاملات میں نرمی :۔ مالی معاملات اور کاروبار میں جس طرح سچائی ایمانداری

پر اسلام میں بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور اس کو اعلیٰ درجہ کی نیکی اور ذریعہ قرب خداوندی قرار دیا گیا ہے، اسی طرح اس کی بھی ترغیب دی گئی ہے اور بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ معاملہ اور لین دین میں نرمی کا رویہ اختیار کیا جائے اور سخت گیری سے کام نہ لیا جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ کی رحمت اس بندے پر جو خرید و فروخت میں ایک دوسرے سے اپنا حق وصول کرنے میں نرم ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا۔

جو آدمی اللہ کے کسی غریب اور تنگدست بندے کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دیدے یا معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن پریشانیوں سے نجات عطا فرمائے گا، ایک دوسری روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔

حضورؐ کے ان ارشادات کا تعلق تاجروں اور ان دولتمندوں سے ہے جن سے تنگ حال لوگ اپنی ضرورتوں کے لئے قرض لیتے ہیں لیکن جو لوگ کسی سے قرض لیں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی سخت تاکید فرماتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے جلد از جلد قرض ادا کرنے کی کوشش کریں ایسا نہ ہو کہ قرض دار ہونے کی حالت میں دنیا سے چلے جائیں۔ اور اللہ کے کسی بندے کا حق ان کے ذمہ رہ جائے اور اس بارے میں آپؐ سختی فرماتے تھے اس کا اندازہ حضورؐ کے ان ارشادات سے ہو سکتا ہے ایک حدیث میں ہے آپؐ نے فرمایا۔

اگر آدمی خدا کی راہ میں شہید ہو جائے تو شہادت کے طفیل اس کے سارے گناہ بخشدیئے جائیں گے لیکن اگر کسی کا قرض اس کے ذمہ ہے تو اس سے اس کی گردن شہید ہو کر بھی نہ چھوٹے گی۔

اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے اگر کوئی شخص راہ خدا میں شہید ہو کر پھر زندہ ہو اور پھر شہید ہو اور پھر زندہ ہو پھر شہید ہو اور پھر اس کے ذمہ کسی کا قرض باقی ہو (تو اس قرض کے فیصلہ کے بغیر) وہ کبھی جنت میں نہ جا سکے گا۔

مالی معاملات اور حقوق العباد کی نزاکت کا اندازہ کرنے کے لئے بس یہی دو حدیثیں کافی ہیں اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم بھی اس کی نزاکت کو سمجھیں اور ہمیشہ اس کی کوشش کرتے رہیں کہ کسی بندے کا کوئی حق ہمارے ذمہ نہ رہ جائے

---

# خریدار حضرات سے ایک اہم گذارش

خط لکھتے وقت یا منی آرڈر بھیجتے وقت کوپن پر اپنا خریداری نمبر اور پتہ ضرور لکھا کریں۔

اس سے تعمیل حکم میں آسانی ہوگی اور آپ کو جواب بھی دیا جا سکے گا۔

خریداری نمبر کا خاص طور سے خیال رکھا کریں

پتہ صاف اور خوشخط لکھیں

انگریزی میں یا اردو میں

منیجر

# حاصل مطالعہ

از قاضی اطہر مبارکپوری

**نیت پوری کرو:-** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک جوان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں غزوہ میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں مگر میرے پاس انتظام اور سامان نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تم فلاں شخص کے پاس جاؤ، وہ غزوہ کی تیاری کر رہا تھا مگر بیمار پڑ گیا چنانچہ وہ جوان ان کے پاس گیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو سلام فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ تم نے جو سامان جہاد کے لئے تیار کر رکھا ہے اسے مجھے دیدو، یہ سن کر ان صحابی نے اپنی عورت کو پکارا، اور کہا کہ تم اس جوان کو وہ سامان دیدو جسے میں نے جہاد کے لئے جمع کیا ہے اور دیکھو اس میں سے کچھ بھی نہ روکنا، خدا کی قسم اگر تم اس میں سے کچھ سامان روک رکھو گی تو اس میں تمہارے لئے خیر و برکت نہیں ہوگی[1]۔

اللہ کی راہ میں اور نیکی کے راستہ میں اگر کچھ نکالنے کی تیاری کی ہے، اور کسی وجہ سے اس کا کوئی موقع نہ مل سکا تو وہ ساری چیز صدقات و خیرات کے طور پر دیدی جائے اور کار خیر میں لگا دینا چاہئے یہ نہیں کرنا چاہئے کہ کسی نیک کام کی نیت سے کوئی رقم یا کوئی چیز نکال کر پھر اسے رکھ دیا جائے، اگر ایسا کیا جائے گا تو اس میں خیر و برکت نہیں ہوگی اور دوسری چیز دل پر اس کا برا اثر پڑے گا۔

**تین اعمال خیر:-** یہ حدیث بہت مشہور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابن آدم مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین باتوں سے باقی رہتا ہے، صدقہ جاریہ یا ایسے علم سے جس سے نفع اٹھایا جائے یا نیک اولاد جو اس کے حق میں دعائے خیر کرے[1]

ہم میں سے ہر شخص کو سوچنا چاہئے کہ مرنے کے بعد ان تین باقی رہنے والے اعمال خیر میں سے کوئی عمل باقی رہے گا یا نہیں؟ کیا زندگی میں ہم نے کوئی مسجد، کوئی مدرسہ، کنواں، سرائے، پل، مسافر خانہ یا اسی قسم کی رفاہ عام کی کوئی چیز بنوائی ہے جو ہمارے بعد عام انسانوں کے لئے کام آتی رہے، اور ہمارا جسم ختم ہو جائے مگر ہماری چیز باقی رہ کر لوگوں کو نفع پہونچاتی رہے، صدقہ جاریہ میں ہر وہ کام آجائے گا جس سے بعد کے لوگوں کو نفع ہو اور جو ان کی جائز ضروریات زندگی میں معاون ہو۔ یا ہم نے کوئی ایسا علم دوسروں کو سکھایا ہے جس سے ان کی زندگی میں فائدہ پہونچ رہا ہے۔ دینی علم ہو یا دنیاوی علم ہو اس کی تخصیص نہیں بشرطیکہ جائز اور حلال ہو اور اس سے انسان کو دینی یا دنیاوی فائدہ پہونچے یا پھر ہمارے بعد ہماری صالح اور نیک اولاد ہے جو ہمارے بعد ہم کو نیکی کے ساتھ یاد رکھے گی اور ہمارے حق میں رحمت و مغفرت کی دعا کریگی ہمارے لئے ایصال ثواب کا انتظام کریگی ہماری طرف سے صدقات و خیرات اور دوسرے نیک کام کر کے اس کے اجر و ثواب

[1] صحیح مسلم

[1] صحیح مسلم

ہماری روح کو پہونچائے گی۔

اللہ کرے مرنے کے بعد عمل جاری کی یہ تینوں شکلیں ہمارے لئے جاری و باقی رہیں، اور ہم دنیا میں نہ رہیں تب بھی ہم کو اجر و ثواب ملتا رہے اور ہماری روح کے لئے راحت و سکون کا انتظام رہے۔

**بیمار کی عیادت:-** اسلامی اخلاق میں مریضوں اور بیماروں کی عیادت اور بیمار پرسی کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس میں بہت زیادہ اجر و ثواب کی بشارت دی گئی ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی عیادت اور بیمار پرسی کے لئے جاتا ہے تو وہ جنّت کے خرفہ میں رہتا ہے یہاں تک کہ عیادت کر کے واپس آجائے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنّت کا خرفہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کا باغ۔[1]

یعنی مریض کی عیادت کے لئے آنے جانے میں اور اس کے پاس بیٹھنے میں جو دیر لگتی ہے اس میں عیادت کرنے والا گویا جنت کے باغ میں رہتا ہے اور اس کو اس کا بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔ یہ تو خاص طور سے مسلمانوں کو مسلمانوں کی عیادت کے سلسلہ میں بشارت بنوی ہے۔ عام انسانوں کی عیادت کرنا بھی انسانی حقوق کی ادائیگی ہے اور اس میں ثواب ہے مگر اس کی نوعیت اخلاقی کردار کی ہے اور اس نوعیت کا ثواب بھی ملے گا۔

**غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک:-** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ

[1] رواہ مسلم۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت اور بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر کہا کہ مسلمان ہو جا۔ لڑکے نے یہ جملہ سن کر اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے سرہانے موجود تھا۔ باپ نے لڑکے سے کہا کہ ابو القاسم کی بات مان لو۔ چنانچہ اسی حالت میں لڑکے نے کلمہ اسلام پڑھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے یہاں سے چلے تو زبان مبارک پر یہ کلمات تھے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اس بچہ کو نار جہنم سے بچا لیا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے سب ہی موافق اور مخالف قائل تھے اور اس بارے میں آپ کو سب سے اونچا سمجھتے تھے۔ یہ یہودی لڑکا آپ کی خدمت میں آتا جاتا تھا اور اس سے ایک گونہ انس پیدا ہو گیا تھا اس لئے آپ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ کے اخلاق کی برکت سے اس کو اسلام نصیب ہو گیا۔

**حلال و حرام میں احتیاط:-** قدیم زمانہ میں مسلمان تاجر ہندوستان میں آکے جاتے تھے اور یہاں کے عوام اور راجے مہاراجے ان کا بڑا احترام کرتے تھے، ان کے دینی احکام کے احترام کا اپنے یہاں اہتمام کرتے تھے۔ مسلمانوں کے لئے الگ عدالت رکھتے تھے جس میں صرف مسلمانوں کے فیصلے ان کے مذہب کی رو سے ان کے قاضی اور جج کیا کرتے تھے۔ راجوں مہاراجوں کے دربار میں بار دیک لوگ عرب تاجر جاتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے تھے، کسی قسم کا بھید بھاؤ یا چھوت چھات نہیں تھا اور جو کھانا مسلمانوں کے نزدیک مشتبہ یا ناجائز معلوم ہوتا تھا اسے بلا تکلف راجوں کے دستر خوان پر بیٹھ کر بھی نہیں کھاتے تھے اور

[1] رواہ البخاری

اس کو برا نہیں مانتے تھے بلکہ ان کی نظر میں عربوں کی پرہیزگاری اور مسلمان تاجروں کی دیارِ غیر میں دینداری بڑی اہم چیز تھی۔

ایک بحری تاجر وسیاہ کا بیان ہے کہ سراندیپ کے علاقہ میں وہاں کے ایک تاجر راجہ کے یہاں آتا جاتا تھا ایک دن میں دربار میں تھا کہ راجہ اور اس کے مصاحبوں کے لئے کھانا لایا گیا جس کے ایک برتن میں انسان کے سر، ہاتھ، پیر جیسی چیزیں پکی ہوئی رکھی تھیں۔ پہلے تو میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا پھر مجھے کراہیت معلوم ہوئی اور ہاتھ کھینچ لیا۔ راجہ دسترخوان پر میرا تماشا دیکھ رہا تھا۔ مگر کچھ بولا نہیں۔ دوسرے دن پھر میں دربار میں گیا۔ آج راجہ نے اپنے مصاحبوں سے کوئی بات چیت کی تھوڑی دیر میں کچھ لوگ ایک مچھلی اٹھائے ہوئے آئے جو زندہ مچل رہی تھی۔ اور اس کے اوپر سفن تھی۔ اگر میں آج اس کو اس حالت میں نہ دیکھتا تو یہی سمجھتا کہ یہ انسان ہے۔ جب وہ مچھلی میرے سامنے آئی تو راجہ نے مجھ سے کہا کہ یہی مچھلی ہے جسے کل تم نے کراہیت کے ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ کیا تم اسے نہیں کھاؤ گے؟ ہمارے علاقہ میں یہ مچھلی بہت عمدہ، لذیذ، زود ہضم اور بے ضرر ہے! اس واقعہ کے بعد میں اس مچھلی کو نہایت ذوق وشوق سے کھانے لگا۔

کھانے پینے اور حرام حلال کے معاملہ میں مسلمانوں نے ہر حال میں بڑی احتیاط کی ہے اور کرنی بھی چاہئے، یہ بات دوسروں کے نزدیک قابلِ قدر سمجھی جاتی تھی۔ بشرطیکہ پہلے خود ہی احساسِ کمتری میں مبتلا ہو کر روشن خیالی کا مظاہرہ کر کے احمق نہ بنا جائے کہ دوسروں کو احساس نہ ہو۔

**اللہ تم کو نوازے تو تم دوسروں کو نوازو:۔** ایک مرتبہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب سے کہا کہ آپ جود وسخاوت میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ اس پر

[illegible] حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ میرے بارے میں یہ ہے کہ وہ مجھ پر فضل وکرم فرماتا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ عادت بنا رکھی ہے کہ اس کے بندوں پر احسان کرتا ہوں میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں اپنی عادت بدل دونگا تو اللہ تعالیٰ اپنی سنت جاریہ بدل دے گا یعنی اللہ تعالیٰ مجھے دیتا ہے اور میں اس کے بندوں کو دیتا ہوں اگر میں اس کے بندوں کو نوازنا بند کر دوں گا، تو وہ مجھے نوازنا بند کر دیگا۔ یہ حکیمانہ جواب واقعات وحقائق کی روشنی میں دیا گیا ہے۔ بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو فراخی اور مال ودولت سے نوازتا ہے اور وہ لوگوں کے ساتھ حسن وسلوک سے پیش آتے ہیں، ضرورتمندوں کی ضرورت پوری کرتے ہیں اور محتاجوں کی خبر گیری کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان کے مال ودولت میں ترقی ہوتی ہے، وہ جس قدر زیادہ خرچ کرتے ہیں اسی قدر زیادتی ہوتی ہے برخلاف اس کے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت پا کر بخل اور کنجوسی سے کام لیتے ہیں نہ خود کھاتے ہیں نہ ضرورتمندوں کا خیال کرتے ہیں ایسے لوگ بہت جلد تنگ حالی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کی خوشحالی بدحالی میں بدل جاتی ہے۔

احادیثِ نبوی کا گرانقدر مجموعہ

## زادِ سفر

ترجمہ:۔ ........ امۃ اللہ تسنیم

مقدمہ:۔ ........ علامہ سید سلیمان ندوی

حدیث کی مشہور کتاب "ریاض الصالحین" کا سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ جس میں روزمرہ کے مسائل ضروریاتِ زندگی اور فضائلِ اعمال بیان کئے گئے ہیں۔ ہر گھر میں رکھنے کے قابل حدیث کی کتاب۔

نوٹ: آفسٹ کی طباعت — قیمت ۵/۱

ملنے کا پتہ:۔ ........ مکتبہ اسلام، ۲۰ گوئن روڈ امین آباد لکھنؤ

# میں اسلام لائی

میں اپنے والد چارلس ایڈورڈ اسٹیفورڈ اسٹیل کی ساتویں لڑکی ہوں ۱۸۸۵ء میں حیدر آباد سندھ میں پیدا ہوئی، میرے والد بڑے انصاف پسند اور بات کے پکّے انسان تھے۔ انھیں ہندوستان اور ہندوستانی لوگوں سے بڑا لگاؤ تھا کبھی کبھی تو وہ خود کو سندھی کہہ دیا کرتے تھے ہماری خاندانی نسبتیں بڑی عظیم تھیں مگر ہمارے والد کا کہنا تھا کہ شرافت کا معیار کردار ہے نہ کہ خون۔ بہرحال میں چھ سال کی رہی ہوں گی کہ مجھے تعلیم کے لئے انگلستان بھیج دیا گیا۔ مجھے سچی بات سے ہمیشہ پیار رہا۔ میں ہر بات کا سبب کھوجنے کی کوشش کیا کرتی تھی۔ میرے دوست احباب مجھے شفقت سے لگو کہا کرتے تھے کیوں کہ میں ہر بات میں کیا، کیوں اور کیسے سوال کرنے کی عادی تھی۔

میں ایک عیسائی کنبے میں پیدا ہوئی تھی مگر سب عیسائی متحد نہ تھے عیسائیوں کے بہت سے فرقے تھے جو ایک دوسرے کو جہنمی کہتے تھے اس لئے عیسائی مذہب مجھے گورکھ دھندا سا لگا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے کیسے ہو سکتے تھے۔ لیکن مجھے دعا سے بڑا شغف تھا اور میں اکثر ان دیکھے مالک سے لو لگا کر دعا کرتی رہتی تھی جب میں جوان ہو گئی تو میں نے بائبل کو تنقیدی نظر سے پڑھنا شروع کیا۔ مجھے بائبل کے بہت سے بیانات ایک دوسرے سے ٹکراتے محسوس ہوئے مجھے بائبل کے کلام خدا ہونے میں شک ہونے لگا۔

کچھ عرصہ بعد میری شادی ہو گئی۔ مگر میرے شوہر ایک دنیادار عیسائی تھے وہ میرے فکر و خیال کے ساتھی نہ بن سکے۔ اس لئے میں نے فرصت کے وقت فلسفہ کا مطالعہ شروع کیا اور اسپنسر ہکسلے اور دوسرے فلاسفہ کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ مگر ان بھول بھلیوں سے مجھے کچھ نہ ملا۔

انھیں دنوں میں اپنے والد کے پاس ہندوستان آئی۔ میری بارہ سالہ لڑکی اور دس سالہ لڑکا میرے ساتھ تھے۔ یہاں مجھے ویدانت پڑھنے کا موقع ملا مجھے اس کے پڑھنے سے بڑی تسکین ملی۔ مجھے محسوس ہوا کہ وہ چیز مل گئی جس کی تلاش مجھ کو تھی۔ ویدانت نے مجھے ہندو دھرم کے قریب کر دیا۔ کچھ عرصہ کے لئے ایک خانقاہ میں مہمان بن کر رہی اور بالآخر ہندو بن گئی۔ مجھے راما کرشن کے ویدانتی سلسلے میں داخل ہو گئی۔ مگر مجھے یہ شرک سا محسوس ہوا چنانچہ میرا یقین ہل گیا مجھے افسوس ہوا کہ حقیقت اور ابھی آگے ہے۔ اسی زمانے میں میں بیمار ہو گئی مجھے علاج کے لئے فرانس جانا پڑا۔ وہاں میرے سات آپریشن ہوئے۔ ہر آپریشن پر موت کے سامنے کھڑی نظر آتی رہی تھی، میں چاہتی تھی کہ میں موت کے لئے تیاری کر لوں میں نے سوچا کہ دنیا ترک کر دوں اور آخرت کی تیاری میں لگ جاؤں۔ لہٰذا جب میں ہندوستان آئی تو میں نے سنیاس لے لیا۔ میں نے ایک سو ساٹھ اپنشد پڑھے لیکن یہ کیا...... یہاں بھی بائبل کی طرح ان گنت تضاد تھے ان میں کون سی بات حق ہے اور کون سی غلط ہے۔ یہ کیسے معلوم ہو، میں ایک بار پھر الجھ گئی۔ مجھے خوف ہو گیا کہ اسی ذہنی الجھن میں کہیں پاگل نہ ہو جاؤں مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ سنیاس سے میری روحانیت نہیں بڑھ رہی ہے۔ نفسیاتی کشمکش

بڑھ رہی تھی۔

اسی زمانے میں ہندوستان میں عدم تعاون کی تحریک چل پڑی ہندوستانی ہندوستانیوں سے لڑ پڑے۔ الموڑہ بھی فساد سے بچا نہ رہا اس وقت میرے دل نے کہا کہ یہ خانقاہ میں بیٹھ کر دھیان گیان کا وقت نہیں ہے بلکہ باہر نکل کر زخمیوں اور دکھیوں کی مدد کرنے کا وقت ہے۔ میں نے اپنے گرو جی سے یہ بات کہی۔ مگر انہوں نے کہا۔ کہ ہم لوگ دنیا دار نہیں ہیں۔ تم جن باتوں کے کرنے کو کہہ رہی ہو۔ یہ سیاست کی باتیں ہیں ہم ان باتوں میں نہیں پڑتے۔

مجھے ان کے سوچنے کے انداز پر حیرت ہوئی۔ میں انھیں تو خانقاہ چھوڑ کر زخمیوں کی مدد پر آمادہ نہ کر سکی۔ مگر میں خود خانقاہ سے نکل آئی۔ اور میں نے زخمیوں مریضوں اور دکھیوں کی امداد کی۔ مجھے اس سے دل کا چین ملا اور میں نے طے کیا کہ روحانی ترقی انسانیت کی خدمت کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے خانقاہوں کی زندگی میں نہیں چنانچہ میں نے ایک آشرم کھولنے کا فیصلہ کیا جس میں نوجوان لڑکیوں کی اخلاقی تربیت کی جائے۔ اس آشرم میں میں نے ہندو مسلمان کی قید نہیں رکھی وہاں ایک مسلمان لڑکا داخلے کے لئے لایا گیا۔ یہ لڑکا اپنے والدین کے لئے ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ جب تک میں مسلمانوں کے نظام حیات کے بارے میں معلومات حاصل نہ کر لوں اس لڑکے کی تربیت کا حق نہ ادا کر سکوں گی۔ اس نیت سے میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ اب تک میں مسلمانوں سے ڈرتی تھی میں سمجھتی تھی کہ مسلمان ایک قسم کے ڈاکو ہوتے ہیں جو ہر قسم کا ظلم کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کتاب نے میری آنکھیں کھول دیں یہ تو سراسر حق تھا اور دل میں اترتا چلا جاتا تھا یہ عملی ودیانت تھا۔ آہ میں اب تک کن اندھیروں میں تھی افسوس کہ یورپی مستشرقوں نے اسلام کی کتنی غلط تصویر پیش کی ہے وہ مذہب جسے میں خونخوار بھیڑیوں کا مذہب سمجھتی تھی مکمل سچائی کا دین تھا۔ میرے اللہ میں کیا کروں میں نے تو ساری زندگی اکارت کر دی۔ میں نے سوچا کہ میں ہندو ہی رہوں یا ہندو مت کو چھوڑ دوں میں نے راہبانہ زندگی اختیار کر لی تھی یہ ایک طرح کی موت تھی۔ قرآن مجھے زندگی کی طرف بلا رہا ہے ایسی زندگی کی طرف جو آخرت کی زندگی کی بنیاد تھی۔ مگر مشکل یہ تھی کہ میں ایک مقدس خانقاہ کی راہبہ تھی لوگ مجھے پیارے ماں کہتے تھے میں مسلمان ہو جاؤں گی تو دنیا کیا کہے گی؟ مجھے اپنی روح کو طغیان سے بچانا تھا۔ میں نے لوگوں کے کہنے کی پرواہ نہ کی۔ میں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ میرے گروبھائی بڑے وحشت زدہ ہو گئے مگر میں نے انھیں خلوص سے بتایا کہ اصل دولت ویدانت کی یہ ہے جو اب میں قبول کر رہی ہوں۔ میرے گرو بھائی نے کہا یہ کام مسلمان ہوئے بغیر بھی جاری رہ سکتا تھا۔ ویدانتی رہ کر بھی تم قرآن کریم کی راہ اختیار کر سکتی ہو۔ یہ بھی ویدانت ہی کا ایک مسئلہ ہوگا۔ لیکن یہ بات میرے دل میں نہ اتر سکی۔ میں سمجھ رہی تھی کہ راماکرشن نے حقیقت کا راستہ نہیں اختیار کیا تھا کہ بلکہ وہ خود ان کے من کی اپج اور ایک بھرم تھا۔ ہو سکتا ہے کسی نام نہاد صوفی نے انھیں یہ بھرم دلایا ہو۔ میرے ہندو دوستوں نے مجھ سے کہا کہ تم اپنے کو مسلمان نہ کہو تو وہ مجھے آگرہ میں راماکرشن مشن کا مہنت بنا دیں گے۔ مگر مجھے دنیاوی لالچ نہ تھا مجھے روح کے آرام کی ضرورت تھی اس لئے میں نے ان کی بات کو رد کر دیا۔ مگر اب ایک مشکل اور آئی۔ مسلمانوں نے مجھے ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہمیں ہندو بنانے کے لئے یہ روپ دھارن کر رہی ہے۔ میں خود شبہ میں پڑ گئی میں قرآن کو اپنا ہادی اور رہنما مان رہی تھی تو کیا یہ بات مسلمان ہونے کے لئے کافی نہ تھی۔ اپنے دل کی بے قراری کو دور کرنے کے لئے میں دیوبند گئی۔ میری لڑکی میرے ساتھ تھی۔ ہم دونوں بے پردہ تھے ہم نے مولانا حسین احمد مدنی سے ملاقات کی۔ اپنی بات ان کے سامنے رکھی اور

پوچھا! کیا ہم مسلمان نہیں ہیں"؟ "تم حقیقتاً مسلمان ہو"! —— مولانا نے ایک زوردار قہقہہ لگا کر کہا: "تمہیں اس میں شک نہیں ہے"؟ مولانا حسین احمد صاحب کی عظمت ہم دونوں کے دل میں بیٹھ گئی۔ انھوں نے ہماری بہت خاطر کی۔ بعد کو ایک بار مجھ سے ملنے منگلور بھی آئے تھے انھیں کے ساتھ مولوی عزیز گل بھی تھے مولانا حسین احمد انھیں بہت چاہتے تھے ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ دو دوست لڑکے ہوں وہ ایک دوسرے سے معصوم مذاق کرتے تھے ایک دوسرے کی ہنسی اڑاتے وہ کبھی کبھی ایک دوسرے کو چڑھاتے بھی تھے۔ مجھے ان کی محبت پر رشک ہوتا تھا وہ دن بھر ہمارے یہاں رہے جب وہ چلنے لگے تو میں نے مولانا حسین احمد سے کہا کہ وہ پھر تشریف لائیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں تو زیادہ نہ آسکوں گا مگر عزیز گل کبھی کبھی آیا کریں گے۔ چنانچہ مولوی عزیز گل صاحب آتے رہے۔ میں ان سے پردہ اور دوسرے مسائل پر بے جھجک بات چیت کرتی رہی۔ شروع میں سمجھتی تھی کہ یہ مولوی بڑے تنگ نظر ہوتے ہیں مگر بعد کو پردے کی حقیقت مجھ پر کھلی تو میں ان کی وسعت نظر کی قائل ہو گئی۔

میں یہاں اسلام کے مطالعہ میں لگی تھی کہ اچانک میرے شوہر کا خط آیا کہ اگر فوراً انگلستان نہ پہونچی تو مجھے خرچ کا دینا بند کر دیں گے۔ بچوں کی تعلیم کا خرچ مجھ سے وصول کریں گے اور مجھ سے تعلق توڑ لیں گے۔ اس خبر پر مجھے تعجب ہوا نہ افسوس۔ میں مسلمان ہو چکی تھی اب میں کسی عیسائی شوہر کی بیوی کیسے رہ سکتی تھی۔ رہا رزق! یہ تو اللہ کی دین ہے کم یا زیادہ ملے گا ہی عزیز گل کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے میرا ہاتھ تھامنے کی پیش کش کی۔ میں نے بڑے احترام سے اس پیش کش کو قبول کر لیا۔ میں جانتی تھی کہ ان کے یہاں غربت ہے۔ افلاس ہے، پردہ ہے، مگر میرے لئے تو یہی اللہ کی پسندیدہ جگہ تھی۔ عزیز گل کے گھر میں میں نے سیکھا کہ خود بھوکے رہ کر مہمانوں کی تواضع میں کیا لذت ہے۔ عزیز گل کے گھر میں مجھے زندگی کی حقیقی راحت ملی۔ وہ نہایت شریف اور مہربان شوہر ثابت ہوئے یوں بھی وہ سید ہیں اور انھوں نے سیادت کی لاج رکھی ہے۔ ان کے اجداد عرب سے افغانستان اور افغانستان سے ہندوستان آگئے تھے۔ اب ہم دونوں راہ حق کے مسافر تھے اور راہ حق کی مسافرت میں مشرق مغرب کیسے، ہماری راہ ایک تھی، ہماری منزل ایک تھی، ہماری روحیں ہم آہنگ تھیں۔ ہم دونوں اللہ کے پیارے نبی ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کا ارادہ لے کر اٹھے تھے۔ مجھے خوشی ہے کہ اس راہ میں میری بیٹی، میرا بیٹا اور میرا بھائی سب مجھ سے ہمدردی کرتے رہے۔ انہوں نے مجھے راہ حق میں قدم بڑھانے سے روکا نہیں۔ میری زندگی ایک سفر ہے۔ وہ برسوں کی محرابوں سے گزر کر اسلام کی حسین وادی میں ختم ہو رہا ہے مگر ختم کہاں ہو رہا ہے زندگی تو موت کے بعد بھی چلتی رہے گی۔ میری راہ اسلام کی راہ ہے۔ یہی ایک سیدھی راہ ہے اس کے علاوہ ہر راہ کج ہے اور انسان کو اللہ کی راہ سے بہتر راہ نہیں مل سکتی۔ خدا کرے جب تک میں زندہ رہوں اسی راہ پر چلتی رہوں پھر میں اس راہ سے بھاگوں بھی تو بھاگ کر کہاں جاؤں گی۔ مجھے اللہ نے پیدا کیا ہے اور مجھے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ


حُسنِ مُعَاشرت

از ........ مخدومہ خیر النساء بہتر

ہر لڑکی کے لئے ضروری ہر شادی شدہ عورت کے لئے ایک رہنما اور اسلامی کتاب

مکتبہ اسلام —— ۳۰، گوئن روڈ لکھنؤ قیمت ۱/۸۰

# نعت

★ عابد نظامی

جب مجھ پہ سرکارِ دو جہاں کا کرم ہوا
میرا قلم بھی نعت میں معجز رقم ہوا

مدت کے بعد پھر مری قسمت چمک اٹھی
صد شکر پھر حضورؐ کا مجھ پہ کرم ہوا

میرے حضورؐ آئے تو لپٹی بساطِ شب
آفاق میں بلند سحر کا علم ہوا

اس کو کبھی نصیب بلندی نہ ہو سکی
وہ سر جو تیرے حکم کے آگے نہ خم ہوا

سرکارؐ! اب تو امتِ عاصی پہ ہو نظر
ہر لمحہ اب تو زیست کا وقفِ الم ہوا

آقا! تری دعا سے مسلماں پھر ایک ہوں
رخ سازشِ یہود کا سوئے حرم ہوا

عابدؔ یہ سب غلامیِ آقا کا فیض ہے
میں بے نیازِ قیصر و فغفور و جم ہوا

(خصوصی اداریہ)

محمد ثانی حسنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

جان کر منجملۂ خاصانِ میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

دنیا میں جو آیا ہے اس کو مرنا ضرور ہے "کل نفسٍ ذائقۃ الموت" لیکن مرنے مرنے میں فرق ہوتا ہے ایک مرنا اس کا ہوتا ہے جس کی دنیا کو کوئی ضرورت نہیں ہوتی، وہ رہے یا نہ رہے سب کے لئے برابر ہے لیکن بعض موتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے دنیا اور دنیا والوں کو بڑا دھکا لگتا ہے اور ان موتوں سے جو خلا پیدا ہوتا ہے اس کا پر ہونا مدتوں مشکل ہوتا ہے۔ اہل تعلق اور اہل خاندان والوں کو تو فطری رنج ہوتا ہی ہے ملک و ملت کو بھی بڑا نقصان ہوتا ہے، ایسی جانکاہ موتوں میں ایک موت میرے محبوب بھائی اور عزیز ترین عزیز "محمد میاں" کی موت ہے جس کا تصور بھی مشکل تھا وہ محمد میاں جو اپنے پورے خاندان کے چشم و چراغ، ہر آنکھ کا نور اور دل کے سرور تھے۔ سراپا صفات حسنہ، مجسم شرافت، علم و عمل کے پیکر اور فضل و کمال کے نشان تھے، مجھ سے دس سال چھوٹے علم و عمل، فضل و کمال، اور خوف خدا اور محبت الٰہی میں مجھ سے دس گنا

زیادہ خدا جانے کتنے گنا بڑھ کر تھے عمر میں چھوٹے مگر علم و فضل میں بہت زیادہ بڑھے تھے انکے ساتھ خدا کا معاملہ سب سے جدا تھا۔ ان کا علم کسی کو نہ تھا وہی تھا ایسا وہبی جو خال خال میں ملا کرتا ہے ان کے قلم میں اتنی طاقت، اتنی گہرائی اتنی روانی اور اتنی اثر انگیزی تھی کہ جسکی مثال کم ملتی ہو اہل عرب انکی عربی تحریروں پر سر دھنتے مصر شام کا بڑے سے بڑا ادیب ان کی تحریروں کا قائل تھا۔ ان کے مضامین عربی رسالوں میں مسلسل نقل ہوتے تھے، ان کی اردو تحریر کا حال یہ تھا کہ اردو اخبارات ان کے مضامین کو نقل کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے، ان کی تحریریں بین فکر اسلامی سرائیت کئے ہوتی کوئی مضمون ایسا نہ ہوتا جس میں دعوت نہ ہو اور دینی فکر نہ ہو اتنی کم عمری میں ایسا کمال پیدا کر لینا انکی خصوصیت تھی، وہ ایک بڑے باپ ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب کے بیٹے اور ایک جلیل القدر شخصیت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کے بھتیجے تھے عمر صرف ۴۴ سال کی پائی ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۴ جون ۱۹۷۹ء میں دنیا سے رخصت ہو گئے، اور اتنی کم عمری میں ایک بڑا علمی کارنامہ انجام دے کر اپنے رب سے جا ملے اور ہم لوگ دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔

ان کے انتقال سے ہم اہل خاندان پر کیا گزری وہ تحریر کے باہر ہے۔ آنکھیں برابر اشکبار ہیں اور دل سوگوار ہے مگر زبان بند ہے وہ وہی کہتی ہے جو شریعت کا حکم ہے، یا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محبوب بیٹے حضرت ابراہیم کے انتقال پر فرمایا تھا، کہ اے ابراہیم تمہارے جانے پر آنکھ رو رہی ہے اور دل اشکبار ہے مگر زبان وہی کہے گی جس میں اللہ راضی ہے یا جس صبر کا مظاہرہ حضرت حمزہؓ کی شہادت پر فرمایا تھا۔ ہم لوگوں کی ہستی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر و عزیمت کی کیا نقل کرے گی مگر اتباع کا حکم ہے اس لئے خدا سے دعاء ہے کہ اپنے پاک بندے اور سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی نقل کرنے کی توفیق دے۔

محمد میاں کے انتقال سے غم و الم کا پہاڑ ہم گھر والوں پر گرا ہے خصوصاً مولانا سید ابو الحسن صاحب ندوی کی ذات، ان کی فکر اور قلمی جہاد کو جو دھکا پہونچا ہے اس کا اندازہ وہ سارے حضرات کر سکتے ہیں جو ان کی تحریر کو پڑھتے رہتے ہیں، وہ مولانا موصوف کو بیٹے سے زیادہ محبوب تھے۔ اور ان سے مولانا کو بڑی امیدیں تھیں۔ وہ محمد میاں کو اپنا ترجمان اور جانشین سمجھتے تھے اور ان کو اطمینان تھا کہ وہ اپنے چچا جو باپ کی جگہ لئے ہوئے تھے ان کے مشن کو بڑھاتے رہیں گے مگر ہوتا ہے جو خدا کرتا ہے۔ تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا راہ حق کا مسافر اپنی حقیقی منزل پر جا پہونچا، اپنے چچا اپنے بھائیوں، اپنی بہنوں اہل خاندان اور ساتھیوں اور پوری ملت کو داغ مفارقت دے گیا انا للہ و انا الیہ راجعون

وہ سب کے محبوب تھے اور سب کے محب مگر مجھ کو یہی دعویٰ ہے کہ مجھ سے ان کو ایک ایسا گہرا تعلق تھا جس کی یاد زندگی بھر رہے گی۔ انھوں نے کسی وقت مجھ کو فراموش نہیں کیا، انتہائی ادب انتہائی محبت۔ انتہائی تعلق تھا ۱۹۵۶ء میں مجھ پر زور ڈال کر "رضوان" نکلوایا، دوڑ دوڑ کر اس کا انتظامی کام پورا کیا، مضامین لکھے اور لکھتے رہے اور جب بھی مجھ میں پست ہمتی ہوئی انھوں نے ہمت افزائی کی اور اس کی بقا کے لئے جد و جہد کی اور میری ترقی

سربلندی اور عزت اور خوش حالی کی برابر فکر کی ہیں اگرچہ ان کا ماموں زاد بھائی تھا مگر حقیقی بڑے بھائی سے زیادہ توقیر و عزت افزائی، ادب و لحاظ کرتے تھے اسی طرح وہ اپنے دوسرے قریب ترین بھائیوں کے ساتھ کرتے تھے وہ حد سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے، اپنے اور پرائے سب کا خیال رکھنے والے مفید ترین مشورہ دینے والے، نہایت خوش مزاج خلیق اور حلیم تھے وہ کہا کرتے تھے کہ سب سے بڑا گناہ میں دل شکنی کو سمجھتا ہوں، اس کم عمری میں وہ بزرگوں کے محبوب بن گئے تھے اس دور کے سارے مشائخ اس جواں سالی صاحب علم و قلم اور صاحب صفات حمیدہ خیال کرتے تھے ان کے ساتھ خدا کا معاملہ سب سے جدا تھا۔ ان کی پیدائش پر خاندان نے بڑی خوشی کا اظہار کیا تھا ۴ سال کی عمر میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے گھر خود تشریف لا کر بسم اللہ کرائی تھی ان کے والد ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب ناظم ندوۃ العلماء نے اپنی نگرانی میں دینی تعلیم دی مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی نے ان کے لئے "قصص النبیین الاطفال" جیسی کتاب لکھی ایک ہونہار فرزند کی طرح انہوں نے نشوونما پائی اپنے والد کے اکلوتے فرزند تھے اور پانچ بہنوں میں سب سے چھوٹے بھائی، مگر انہوں نے ہم بھائیوں کے ہر وقت ساتھ رہنے اور ایک ہی مربی کی تعلیم و تربیت نے حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر معاملہ کیا کسی وقت بھی حقیقی بھائی سے کمتر نہ جانا ان کو ہم پر ناز تھا ہم سب کو ان پر ناز تھا یہی وجہ ہے کہ ان کی جواں سالی موت نے ہمارے ٹکڑے کر دیئے اور موت بھی ایسی اچانک موت کہ ہر آدمی انگشت بدنداں ہے کہ الٰہی ماجرا کیا ہے؟ قریب سے قریب لوگوں کو بیماری



اور موت کی اطلاع بروقت نہ ہو سکی۔ ۹ بجے صبح تک ہنستے بولتے رہے، پیٹ میں درد اٹھا۔ اسپتال پہونچے اور ۹ بجے رات کو انتقال کر گئے۔ پورا دار العلوم ندوہ امڈ آیا پہلی بار نماز جنازہ دار العلوم میں ہوئی، صبح کو خاندان والوں کو اطلاع ملی ہر ایک حیرت زدہ رہ گیا دوسری نماز جنازہ دائرہ شاہ علم اللہ میں ہوئی اور اپنے والد کے پہلو میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔ علم و عمل کا آفتاب غروب ہو گیا۔ مولانا ابو الحسن علی صاحب جو بمبئی میں تھے ان کو اطلاع کی گئی وہ دوسرے دن پہونچ سکے اور تدفین میں شریک نہ ہو سکے مولانا موصوف پر اس جانکاہ موت کا بڑا اثر ہے اللہ ان کو ہم کو سارے اہل خاندان کو اور پوری ملت کو صبر کی توفیق دے۔ ان کے تین فرزند ہیں سب سے بڑے مولوی عبد اللہ جو دار العلوم کے فارغ شدہ ہیں اور درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کئے ہیں دوسرے حافظ عمار سلمہ تیسرے نو سالہ بچہ بلال سلمہ ہے خدا بچوں کو اور ان کی والدہ کو صبر جمیل کی توفیق دے اور اپنے باپ کا نعم البدل فرمائے۔ رضوان کے قارئین سے درخواست ہے کہ وہ ایصال ثواب سے غافل نہ رہیں!

**مسلمان بیوی**
ہر مسلمان عورت اور لڑکی کے پڑھنے کی کتاب
قیمت ۲/۵۰

**مسلمان خاوند**
ہر مسلمان مرد کے لئے پڑھنے کی کتاب
قیمت ۲/۵۰

مکتبہ اسلام ------ ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ

# ایک اہم اعلان

مولانا محمد الحسنی رحمتہ اللہ علیہ رضوان کے بانیوں اور اس کے ذمہ داروں میں تھے ان کی اچانک رحلت سے ادارہ رضوان کو جو صدمہ پہونچا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

رضوان کا سالنامہ جو اگست ۱۹۷۹ء میں شائع ہو رہا تھا وہ بھی انہی کی نگرانی میں تیار ہو رہا تھا لیکن اللہ رب العزت کی مرضی یہ نہیں تھی کہ یہ خصوصی نمبر ان کی زندگی میں نکلے۔

ہم اپنے معاونین اور کرم فرماؤں سے معذرت خواہ ہیں کہ یہ خصوصی نمبر اب اگست میں نہ نکل سکے گا۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہ خصوصی اشاعت ستمبر ۱۹۷۹ء میں منظر عام پر آجائے۔ قارئین رضوان سے دعا کی درخواست ہے۔

منیجر